فہرست مضامین

نمبر ۳۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ر شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

تازہ الہامات وکشوف

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء:۔ کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سوئیف رکھدی ہے۔

۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ دیکھا کہ ایک مکان ہے اس کے چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں اوپر ایک دروازہ ہے میں اس زینہ پر چڑھتا ہوں۔ مگر چڑھ نہیں سکتا اتنے میں اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہونچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ دور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے پس ہم اس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

۵۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ رہا گوسفندانِ عالیجناب

۷۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر میں نے دیکھا کہ میں گورداسپور سے آیا ہوں۔ اور ایک مضبوط گوٹ (گھوڑا) گنگے رنگ پر سوار ہوں۔ گھوڑے پر ہی نماز پڑھی ہے اور اور سجدہ بھی کیا ہے مجھے خیال آیا کہ جب میں گورداسپور گیا تھا تو اپنے بھائی غلام قادر کو سخت بیمار چھوڑ گیا تھا۔ اور ان کے بچنے کی امید نہ تھی معلوم نہیں اس کا اب کیا حال ہے۔ گھر کے پاس کوچہ میں میراں بخش حجام ملا۔ وہ بڑی خوش خوش باتیں کرتا تھا۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب تندرست ہوں گے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۷ر اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ بوقت صبح پیش از نماز فجر ایک عورت قریباً تیس برس عمر فوت ہو گئی (چنانچہ اس روز تابی ملازمہ حضرت اقدس کی پوتی جو عمر تیس سال تھی۔ بچہ جننے کے بعد بعارضہ کزاز (یعنی ٹٹنس) فوت ہو گئی)

۱۰ر اکتوبر۔ خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ ہوں اور رفع حاجت کے لئے ایک جگہ صاف کرانی چاہتا ہوں بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں میں نے شادیخاں کو بلانا چاہا یہ خیال ہے کہ اتنے آدمیوں میں اسے کسطرح شناخت کروں۔ اس پر میں نے آواز دی تو شادیخاں کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔

۲ دکففت عن بنی اسرائیل یعنے جب میں نے بنی اسرائیل کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔

یاد رفتگان

اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں ایک درخواست

آپ میں سے اکثر صاحبان کو یاد ہوگا کہ عرصہ چار پانچ سال کا ہوا ہے کہ میں نے اپنے عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی سوانح شایع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کچھ اپنی سستی کی وجہ سے اور کچھ قلت فرصت سے میں اس کار خیر سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ آجکل میں تین ماہ کی رخصت پر دارالامان میں مقیم ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مبارک بھائی کی سیرت کو اس رخصت کے ایام میں تکمیل تک پہونچاؤں۔ اب قریب ۴۲ صفحہ کے یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس لئے میں سب صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں۔ جو ایوب بیگ مرحوم سے اخلاص رکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس کی یادگار میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے لئے اب موقع ہے۔ اس لئے پندرہ بیس روز تک مجھے مفصلہ ذیل امور میں سے جس کے متعلق ان کا علم اس مرحوم کی نسبت ہو اطلاع دیں۔

(۱) سوانح میں قابل درج علمی یا دینی اور اخلاقی حالات (۲) مرحوم کے خطوط جو کسی دوست یا بھائی کے نام ہوں۔ جنمیں کوئی امر قابل اندراج ہو (۳) مرحوم کے خواب یا مرحوم کے متعلق خواب جو کسی کو آیا ہو (۴) جو اصحاب مرحوم کے متعلق اس کے حالات اخلاص و دینی محبت کے متعلق کوئی نظم ارسال کریں گے وہ بھی انشاء اللہ درج کیجائیگی۔

نوٹ۔ جن احباب نے پہلے مرحوم کے متعلق خاکسار کو خطوط تعزیت اور اس کے دیگر حالات کے متعلق خطوط بھیجے تھے وہ محفوظ ہیں۔ موقع پر درج کئے جائیں گے نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کار خیر کی اتمام کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار
مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن۔
قادیان

اطلاع۔ ڈاکخانہ گورداسپور کے پوسٹماسٹر صاحب کے متعلق اکثر شکایات بغرض اندراج ...

یہہ توحید کا مذہب پیش نکریں اس خیال کو جانے دیں وہ دنیا دار تھے انکی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذتوں سے پرے نہ جا سکتی تھی انہوں نے سمجھا کہ یہ تبلیغ انہیں اغراض کے لئے ہوگی مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتوں کو رد کر دیا اور کہا کہ اگر میرے دائیں بائیں آفتاب اور ماہتاب بھی لا کر رکھدو تب بھی میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر اسکے بالمقابل انہوں نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائیں جنکا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف میں نظر نہیں آتا۔ لیکن آپ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا مگر اس راہ کو نہ چھوڑا اب اگر کوئی **لذت** اور ذوق نہ تھا تو پھر کیا وجہ تھی جو ان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا۔ وہ وہی لذت تھی جو اللہ تعالے کی محبت میں ملتی ہے اور جسکی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہیں کیا جا سکتا۔

خداتعالے نے اسوقت ایک **صادق** کو بھیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے جو اللہ تعالے سے محبت کرے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھدیتے ہیں کہ کچھہ تقیہ کر لیا ہے؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں وہ دلیر ہوتے ہیں۔ اور انہیں کسی مصیبت اور دکھہ کی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھہ لیکر آتے ہیں اسے چھپا نہیں سکتے خواہ ایک شخص بھی دنیا میں انکا ساتھی نہ ہو۔ وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے انکا **محبوب** ایک ہی **خدا** ہوتا ہے وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں خواہ ہزار مرتبہ قتل ہوں اسکو پسند کرتے ہیں اس سے سمجھہ لو کہ اگر اللہ تعالے کے ساتھہ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اٹھاتے ہیں؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کسقدر دکھہ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جسکے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے اسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔ یہہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جسکا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھہ کو برداشت کرے گا۔ اگر قوی تعلق نہو۔ عقل اسکو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہہ کہ خدا تعالی کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی۔ یہہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں اور وہی انکو سمجھتے ہیں۔ جو پہلے اٹھا چکے ہیں۔

اگر کہو کہ وہ نعمتیں کیونکر ہونگی؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالے خلق جدید پر قادر ہے خود انسان کا اپنا وجود بھی خیالی ہے جس قطرہ سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے؟ پھر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچھا انسان بنتا ہے کیسے عقلمند۔ خوبصورت بہادر۔ پھر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم میں خلق جدید کریگا۔ دیکھنے میں وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہوں گے لیکن کھانے میں ایسے لذیذ ہونگے کہ نہ کسی آنکھہ نے انکو دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکھا اور نہ وہ کسی خیال میں گذرے۔

بہشت کی لذات میں ایک اور بھی خوبی ہے دنیا کی لذتوں میں اور جسمانی لذتوں میں نہیں ہے مثلاً انسان روٹی کھاتا ہے تو دوسری لذتیں اسے یاد نہیں رہتی ہیں۔ مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہوں گی۔ بلکہ روح کے لئے بھی لذت بخش ہونگی دونوں لذتیں اسمیں اکٹھی ہوں گی۔ اور پھر اس میں کوئی کثافت نہ ہوگی۔ اور سب سے بڑھ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کا **دیدار** ہوگا۔ مگر دیدار الہی کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یہاں ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکھنے کے لئے یہاں ہی سے انسان آنکھیں لے جاوے۔ جو شخص یہاں طیاری کر کے نہ جاوے گا۔ وہ وہاں محروم رہیگا چنانچہ فرمایا۔

من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ

اسکے یہہ معنی نہیں کہ جو لوگ یہاں نابینا اور اندھے ہیں وہ وہاں بھی اندھے ہونگے نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ دیدار الہی کے لئے یہاں سے حواس اور آنکھیں لے جاوے اور ان آنکھوں کے لئے ضرورت ہے **تبتل** کی۔ تزکیہ نفس کی اور یہہ کہ خدا تعالے کو سب پر مقدم کرو۔ اور خدا تعالے کے ساتھہ دیکھو۔ سنو۔ اور بولو! اسیکا نام **فنا فی اللہ** ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ نجات نہیں۔ ہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھہ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے؟ دنیا اس قسم کے شبہات کے ساتھہ خراب ہوئی ہے بہت سے تو کھلے طور پر دہریہ ہو گئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دہریہ تو نہیں ہوئے مگر ان کے رنگ میں رنگین ہیں اور اسیوجہ سے دین میں سست ہو رہے ہیں۔ اسکا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالے سے دعا کرتے رہیں تا انکی معرفت زیادہ ہو اور صادقوں کی صحبت میں رہیں جس سے وہ اللہ تعالے کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکھتے رہیں۔ پھر وہ جسطرح پر چاہیگا اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑھا دیگا اور بصیرت عطا کریگا اور تسلی قلب ہو جائیگا۔

یہہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی عظمت پر ایمان ہوگا اسیقدر اللہ تعالے سے محبت اور خوف ہوگا۔ ورنہ غفلت کے ایام میں جرائم پر دلیر ہو جائیگا۔ اللہ تعالے سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزیں ہیں جن سے گناہ جل جاتے ہیں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اسلئے آگ میں ہاتھہ نہیں ڈالتا یا مثلاً اگر یہہ علم ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہیں گذرے گا۔ اسیطرح اگر اسکو یہہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالے کی عظمت سے ڈرے اور اسکو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو۔ زمین پر پھر اسطرح چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے اسکی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہہ امور ہیں جو ہم اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ انہیں امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہونگے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئیگا۔ اگر اللہ تعالے نے مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امر کو ہماری راہ میں نڈال دیتا تو ہمیں کچھہ بھی ضرورت نہ تھی۔ کہ عیسیٰ کہلاتے۔ مگر میں کیا کر سکتا ہوں جبکہ خود اس نے مجھے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجھے حکم دیا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالے کے ساتھہ تعلقات بڑھانے کے لئے مجھے عیسے کہلانے کی کچھہ بھی حاجت نہ تھی اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اسکی کچھہ بھی حاجت نہیں اور نہ قرآن شریف میں یہ لکھا ہے۔ مگر اللہ تعالے نے ایسا ہی چاہا اور اس لئے چاہا کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو۔ اور ایک عاجز انسان جسکو غلطی سے خدا بنالیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کھل جاوے۔ میں یہی ظاہر کرتا ہوں کہ ہم نبی کے ثمرات کو محدود نہیں کرتے اور نہ خدا تعالے کے فضلوں کو۔ جو بعض نادان حدبندی کرتے ہیں کہ وہ اب ختم ہو گئے ہیں اور کسی دوسرے کو نہیں مل سکتے۔ یہہ بالکل غلط بات ہے اللہ تعالے کے ہاں کسی بات کی کمی نہیں ہے۔ اور کوئی شخص بھی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہیں رہ سکتا۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچھہ ملیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت اور اتباع پر ملیگا۔ اگر یہہ مان لیا جاوے۔ کہ بس اب خدا کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالے کو یا تو بخیل ماننا پڑیگا اور یا یہہ کہنا پڑیگا کہ خاتمہ ہو گیا۔ مگر سبحان اللہ ذات وہ اس قسم کے نقصوں سے پاک ہے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالے کے حضور آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا۔ پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے ورنہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم اور تاکید بیفایدہ ہو جاتی ہے اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملتے ہی نہیں ہیں تو پھر پانچوقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے؟ یہہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانوں میں پھیل گئی ہے۔ حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تھی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ بہت مل سکتے ہیں۔ تمام صوفیوں اور اکابر امت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ کامل متبع ہوتا ہی نہیں جب تک بروزی رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ اور حقیقت میں یہہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہے کہ اسکے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گو اطاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں محو اور فنا ہو کر گم ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکھا ہوا ہو۔ اور تمام و کمال عکس اس میں پڑے میں کبھی اللہ تعالے کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہیں محدود نہیں کر سکتا بلکہ ایسا خیال کرنا کفر سمجھتا ہوں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکمرتبہ فرمایا

کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا۔ ایک صحابی یہہ سن کر رو پڑا آپ نے جب پوچھا کہ تو کیوں رو پڑا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھہ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہونگے تو میں کہاں ہونگا آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یہہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضایع نہیں ہو سکتے یہہ تصوف کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزیدؒ نے محمدؐ کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتوے انکے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا مختصر یہ کہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں اسباب کا علم نہیں اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ کاش! وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا۔ اور اس شریعت کے اتباع کی حاجت ہی کیا جب کہ اس کے نتایج اور برکات ہمکو مل نہیں سکتے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے اسلام کے اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں اللہ تعالے کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی۔

بعض آدمی اپنی بے وقوفی اور شتاب کاری سے یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم نے **ولی** بننا ہے؟ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہیں اللہ تعالے تو سب کو **ولی** کہتا اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے اسی لئے وہ اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم منعم علیہ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ میں ایسا نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالے پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اسلئے یہہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہہ تھا کہ آپ محبوب الٰہی تھے لیکن اللہ تعالے نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہونچنے کی راہ بتائی۔ جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے انکو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالے تمکو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع محبوب الٰہی تو بنا دیتی ہے۔ پھر اور کیا چاہئے۔ مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالے ہی کو شناخت نہیں کیا ما قدروا اللہ حق قدرہ۔

ایسا ہی شیعہ ہیں انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھہ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ پھر کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ علیہ کے اتباع میں ایسے کھوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالے تو کہتا ہے کہ اسوقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ مخنثوں کی طرح ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ جسقدر انبیاء و رسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض اور غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہہ امور ہیں جنکی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جارہا ہے۔ موت حیات مسیح کا مسئلہ تو یونہی راہ میں آگیا بہت سے مصالح الٰہی تھے جو یہ مسئلہ پیش آگیا ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہیں۔ ہاں یہہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تھا اور اس میں توحید کے مصفا چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تھے اسلئے اللہ تعالے نے اسکا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو دوسرے نبیوں کو نہ ملی ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن میں یہ بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہیں۔ جس قسم کے جسم انکو عطا ہوئے ہیں وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے۔ اور یہہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہہ پرانی باتیں ہیں نئی نہیں چونکہ انہوں نے قرون ثلاثہ کی باتیں بھلا دی ہیں اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادے غلطی پر تھے؟ میں نہیں کہتا کہ وہ غلطی پر تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ **فیج اعوج** ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بھی کفار ایسا ہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے۔ یہہ باپ دادے کی سند صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گذرا ہے جسکو شیطانی زمانہ کہتے ہیں۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے جسقدر خرابیاں اور فسق و فجور پھیلا ہے اس زمانہ میں ہی پھیلا ہے۔ اگر صحابہ کرام ہوتے تو وہ بھی شناخت نکر سکتے اس زمانہ کا تو حوالہ دینا ہی عقلمندی نہیں۔ **وفات مسیح** کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اسکے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالے نے صاف طور پر فرمایا کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا اور پھر صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔ اور فیصلہ کر دیا صحابہ کا اجماع غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہونے کی فضیلت ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں کہتے ہیں کہ **خلت** کے معنے موت کے نہیں مگر یہ تو ان کی غلطی ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالے نے **خلت** کے معنے کر دئے ہیں افان **مات** او **قتل** اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہیں تو پھر رفع الجسد العنصری بھی ساتھہ ہوتا۔ مگر قرآن شریف میں تو ہے نہیں پھر ہم کیونکر تسلیم کر لیں۔ ایسی صورت میں درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کریں؟ اور پھر تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی اس مذہب کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالے نے اگر میرا نام عیسیٰ رکھا تو اس میں اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ان کمالات کو پا لیتا ہے بلکہ اس سے بڑھ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکھا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دیدیا۔ کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ وہی مصر ہے جسکی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعوے کر دیا تھا اسیطرح مسیح کی خدائی پر زد مارنے کے لئے اللہ تعالے نے مجھے **مسیح بنا دیا** تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان اس سے ظاہر ہو۔

میں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے مسیح کو بہت سی خصوصیتیں ایسی دے رکھی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ **مس شیطان** سے وہی پاک ہے؟ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مس شیطان نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالے کے راستباز اور صادق بندوں میں سے بھی کسی کو مس شیطان نہیں ہوتا۔ مطلب اس سے اور تھا اور انہوں نے کچھہ اور سمجھہ لیا۔ اگر صرف یہہ اعتقاد رکھا جاوے کہ مسیح ہی مس شیطان سے پاک تھے اور کوئی پاک نہ تھے تو یہہ تو کلمہ کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ یہودی مریم علیہا السلام کو معاذ اللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے تھے اسلئے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکی اس الزام سے بریت کی اور مریم کا نام **صدیقہ** رکھا۔ اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اولاد دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو مس شیطان سے ہو۔ وہ ولد الحرام کہلاتی ہے دوسری وہ جو روح القدس کے مس سے ہو وہ ولد الحلال ہوتی ہے۔ یہودیوں کا بہت زور تھا کہ وہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تھے اور ان کے ہاں یہ لکھا تھا کہ ولد الحرام سات پشت تک بھی خدا تعالے کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تھا اسلئے انکے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہ تھے ایسا اعتقاد کفر صریح ہے کیا کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبھی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے **امین اور صادق** تسلیم کیا۔

برخلاف اسکے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیوں کے بیہودہ الزام تھے ہی خود عیسائیوں نے سائیکلوپیڈیا میں مان لیا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ولد الحرام تھے۔ پھر ایسی صورت میں کسقدر ضروری تھا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندھے ہو کر انکی خصوصیت بناتے ہیں اور منبروں پر چڑھ کر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دھویا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہو کہ ایک شخص جسکے چہرہ پر وہ داغ ہی نہیں بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکھتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے صرف اس لئے کہ اسکا داغ صاف ہوا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پر صبر کرتے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور ملت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو جب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں قل سبحان ربی کا جواب ملے اور مسیح کے لئے تجویز کر لیا جاوے کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔

ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے پھر توحید کہاں رہی؟ انہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔ میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ میں اسکا کیا جواب دوں پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مجھسے پہلے ہے میں تو آپ کا ایک ادنےٰ خادم ہوں آپ کے پاس ایک مردہ کی بابت کہا گیا جسکو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دفن کر دو اگر حقیقی مردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں۔ اللہ تعالےٰ اپنے ماموروں اور مرسلوں کی دعاؤں کیوجہ سے انہیں شفا دیدیتا ہے اس قسم کا احیا ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے غرض یہ دو قسم کا احیاء موتی ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا۔ کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا انکی تکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیجی دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے ہاں جسمانی طور پر بعض کے لئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے۔ اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض

ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جسکا میں ذکر کر آیا ہوں یہ امور وفات مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آ گئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لئے مصلحت الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا۔ کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ مسیح آتا چنانچہ آ گیا۔

بعض یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مثیل موسیٰ تھا اسلئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہاں موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الیاس کی نظیر موجود تھی اسلئے یہاں مسیح ہی کہدیا۔

فرمایا۔ ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئے یہ اصل مقصد نہیں تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جسکے لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔

متفرق مضامین

انی مهین من اراد اهانتک | بریلی میں غریب

حافظ تصور حسین صاحب احمدی پر محض اسوجہ سے کہ وہ احمدی ہے جو جو ستم وہاں کے مخالف مسلمانوں نے روا رکھے ہیں ناظرین الحکم کو میں پہلے سنا چکا ہوں۔ ان ساری بیجا تعدیوں کے بانی مبانی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں حال میں بریلی سے ایک مقدمہ کی مختصر روئداد میرے پاس پہونچی ہے جو اس الہام کی تصدیق کر رہی ہے اسلئے میں اسے بجنسہ یہاں درج کر دیتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ بریلی کی حالت سے تو واقف ہو ہی چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کیطرف سے کیسی بیحد اذیتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں مگر انی مهین من اراد اهانتک۔ حضرت اقدس کے الہام کی ایسی تصدیق ہوئی ہے کہ بایدوشاید مولوی صاحب موصوف جب ہم لوگوں پر خوب ہاتھ صاف کر چکے تو وہابیوں کیطرف رجوع ہوئے اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابوں سے نکتہ چینی کر کے ایک دوسرا فتویٰ مرتب کیا اور اسمیں لکھدیا کہ یہ لوگ ایسے سخت کافر ہیں کہ اگر ان سے کپڑا چھو جائے تو بغیر کاٹ ڈالے ہوئے پاک ہی نہیں سکتا اور مولوی ہدایت رسول کو لکھنؤ سے بلا کر جابجا وعظ کہلوانا شروع کرا دیا سبحان اللہ وعظ کیا تھا اچھا خاصہ تبرا تھا علماء کے نام لے لیکر وہ مغلظات گالیاں علانیہ دیجاتی تھیں کہ معاذ اللہ اور جہلا کو یہ سمجھایا جاتا تھا کہ تم لوگ صرف رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے رہو روزہ نماز اگر نہ بھی کرو گے یا طرح بطرح کے گناہ میں آلودہ ہوگے تو تمہاری حضرت قیامت کیدن شفاعت کریں گے مگر یہ لوگ قطعی جہنمی ہیں جنکی پیشانی پر گٹھا پڑا ہوتا ہے اور تہجد گزار تھے داڑھی رکھتے ہیں حضرت رسولخدا کو عالم الغیب نہ جاننے والے شفاعت سے محروم ہیں ان عابدوں سے تم گنہگار ہزار درجہ اچھے ہو لیکن جاہل اترائے پھرتے تھے اور ہر کسی سے بگڑ بیٹھتے اور نصیحت کر دیتے کہ مرنیکو موجود ہیں بیچارے طلبہ اور عالم الغیب جاننے والوں کی عافیت تنگ کر دی مسجدوں میں جا جاکے یورش کرنا علانیہ کافر مردود ملعون کہنا شروع کر دیا پھر ادھر سے بھی وعظ شروع ہوئی انہوں نے بھی ہر ناگفتنی کا اظہار کیا غرض دونوں فریق ایکدوسرے کے مونہہ سے کافر بن گئے اب مولوی صاحب کو یہ سوجھی کہ جوانکے پاس گیا اسکو ان مولویوں کی کتابیں دکھانا اور کافر کہلانا شروع کر دیا یہانتک کہ ایک طالبعلم پر کچھ زیادہ سختی کی اسنے عدالت مجسٹریٹ میں دعویٰ دائر کر دیا جب مولوی صاحب کے پاس سمن طلبی عدالت سے پہونچا تو عذر کیا کہ میں بیمار ہوں اور گوشہ نشین ہوں حاضر عدالت ہونے سے معذور ہوں میرا وکیل جوابدہی کریگا عذر مسموع نہ ہوا پھر درخواست کی کہ عدالت میں مجھکو کرسی ملنا چاہئے ہر چند وکلا نے بھی سفارش کی منظور نہ ہوئی اس کے بعد صاحب ضلع کے یہاں اپیل کیگئی کہ کرسی ملنا چاہیے منظور نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے ضلع طرفین کی سفارش کرائی اور تاریخ موعود بمعرفت وکیل کی یہ درخواست گذرانی کہ راضی نامہ ہوتا ہے تاریخ مقدمہ ۲۲ ستمبر کو برمنظور فرمائی جاوے حکم ہوا کہ بے حاضری مدعا علیہ منظور نہیں ہو سکتی آخر مولوی صاحب کو حاضر ہونا پڑا اور با ضابطہ طرفین سے چار چار آدمی گواہ ہو گئے ایک طالبعلم کے پاس کہتے ہوئے سے عار کرتے آخر خدا نے اس تکبر کو خاک میں ملا دیا آج ۲۶ ستمبر کو فیصلہ ہو گیا کہ کوئی کسیکو علانیہ کافر مردود وغیرہ نہ کہے پھر کہ بیہودہ گردن افراز د۔ خویشتن را بگردن انداز د۔ بہت دن بھی نہ گذرے جو آنکھوں سے دیکھ لیا مامور من اللہ کی اہانت خدا کو پسند آتی ہی نہیں اگر مولوی صاحب کو اب بھی عبرت نہ ہوئی تو ابھی بہت کچھ دیکھنا پڑیگا اپنے اشتہار میں لکھدیا تھا کہ قادیانی کو تیار رہنا چاہیے کہ قہار کا قہر شمال سے نازل ہوگا سو کچھ تو یہ نازل ہو گیا مگر عبرت والے کچھ بھی نہ ہو ڈرا نہیں ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔

مدامی جنتری

مرزا عزیز بیگ مسیح احمدی نے ایک صفحہ پر اچھو ۱۸ + ۲۲ کا (ہے حصہ ہے) ایک مدامی جنتری شائع کی ہے اس جنتری کی قیمت صرف ہے اور دو روپیہ کی اکٹھے خریدار کو پچاس فیصدی کمیشن دیا جاوے ملنے کا پتہ مرزا نور محمد بیگ امین بندوبست بیوانی گڈھ ریاست پٹیالہ

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائدار۔ نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کر کے لیجا سکتے ہیں چونکہ یہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاءاللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اکھٹے منگائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کر کے کارخانہ سے منگوا لو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھو بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور آپکے اہل بیت الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا کام تصنیف ہو رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی الحمد للہ اچھے ہیں آپکے درس قرآن کا وقت مدرسہ کے اوقات کی تبدیلی کیوجہ سے بدل گیا ہے اور صبح کو ہونے لگا۔ اس تبدیلی وقت پر مولوی صاحب فرماتے تھے خوب ہے وقرآن الفجر کان مشهودا۔

۳۔ حضرت مخدوم الملۃ کے لئے بدستور دعا کی حاجت اور ضرورت ہے۔

۴۔ فاضل امروہی کے آنے کی خبر ہے۔

۵۔ خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب اپس تشریف لیگئے۔ لاہور سے منشی تاج الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر دار الامان ہوئے میر حامد شاہ صاحب اور سیالکوٹی جماعت کے دوسرے آئے ہوئے احباب واپس گئے چوہدری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے احباب مختلف جگہ سے آکر سعادت اندوز ہو رہے ہیں

۶۔ مدرسہ اور آنریری فنڈ کی رسیدات اگلی اشاعت میں

تندرستی کا بیمہ

یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور ڈاکٹر اور لندن رائل کمسٹری مدرسے کے ممبر میڈیکل انگزامینر ولیم رسٹن کریپر صاحب بہادر نے جانچ فرماکر سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے

فوائد نمک سلیمانی

یہ نمک سلیمانی معدہ کی تمام خرابیوں کو دور کرکے اسکی قوت کا محافظ رہتا ہے اسوجہ سے حالت تندرستی مین اسکے استعمال سے بھوک بڑھتی ہے - اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اگر پورے پرہیز کے ساتھ روانہ اس نمک سلیمانی کا استعمال کیا جاوے تو نیا اور صاف خون معمول سے زائد تندرست انسان کے بدن مین پیدا ہوسکتا ہے جسکی وجہ سے ہر طرح کی کمزوری اور سستی رفع ہوکر چستی اور مردانگی پیدا ہوسکتی ہے اور انسان صحیح و تندرست رہ سکتا ہے - یہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جو کہ معدہ کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوتے ہین مثلاً ہیضہ - تخمہ - بدہضمی - نفخ - قراقر - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکارون کا آنا - پیٹ کا درد - اسہال - پیچش - ریاح کا درد - کمی اشتہا - بواسیر - قبض - ان سب شکایتون مین مثل جادو کے اپنا اثر دکھلاتا ہے - کیونکہ یہ نمک سلیمانی معدہ اور مثانہ کی گرمی کا محافظ ہے اسوجہ سے بار بار پیشاب آنے کو بھی روکتا ہے - دمہ یا سانس کا پھولنا جو کہ بدہضمی غذا یا زیادتی بلغم سے ہوا کرتا ہین بہی یہ مفید ہے چونکہ یہ معدہ کے فضلات فاسد کو تحلیل کرتا ہے اسوجہ سے گنٹھیہ کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے ہیضہ یا طاعون کے دنون مین اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے -

ہزارون مین سے دو چار سرٹیفکیٹون کا خلاصہ

جناب معلی القاب دبیر الدولہ ناظر یار جنگ استاد جہان مرزا خان صاحب داغ دہلوی مقام حیدر آباد دکن بہ تاریخ ۱۴ جون ۱۹۰۲ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مینے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انھین اوصاف کے ساتھ موصوف پایا جیسا اشتہار مین درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اوس نے بھی تعریف کی - جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خانصاحب نبیرۂ عالیجناب نواب صاحب بہادر والی جھجر مرحوم ۹ ستمبر ۱۹۰۲ء کو مقام لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی بدہضمی - کھٹی ڈکار - نفخ - درد ریاحی - درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا میرے چند دوست معدہ کی شکایات کے شاکی تھے جب میرے پاس آئے مینے آپکا نمک سلیمانی انکو دیا خدا کے فضل سے اون لوگون کو آرام ہوا - درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اور مین خود - درد ریاحی اور کھٹی ڈکارون کے مرض مین مبتلا تھا اس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفاء ہوئی - جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہین کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور پیچش بیمار تھا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کرتا ہون جس سے اوسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہوجائیگا براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی کی اور بہیجدیجئے - جناب بابو سالک رام سنگھ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان سے ۲۸ - اگست ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپ کے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر مین جو کہ مجھکو جاپان آتے وقت پیش تھا - بہت مدد ملی - سمندری بیماری مثل قے متلی و چکر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تھا - آپکا نمک سلیمانی معدے کی شکایتون کے واسطے بھی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کھانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے -

جناب بابو بٹھل رام صاحب زمیندار ڈیرہ اسمعیل خان ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی و سیاح یورپ و امریکہ ڈیرہ ۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۴ء کو تحریر فرماتے ہین کہ آپکا نمک سلیمانی صرف معدہ ہی کے واسطے اکسیر نہین ہے بلکہ سمندر کی بیماریان مثل متلی - چکر قے - بخار وغیرہ مین بھی اپنا اثر بہت اچھا دکہاتا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپکا یہ نمک سلیمانی سمندر کے سفر کرنیوالے لوگ اپنے ساتھ رکہکر ضرور فائدہ اوٹھاوینگے اور اسکے استعمال سے سمندر کی بیماریون سے محفوظ رہینگے -

کلکٹر و مجسٹریٹ بلیا جناب پنڈت رما شنکر صاحب مصر ایم اے تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی کہ ہاضمہ کی قوت بڑھانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے -

جناب منشی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور اپنے روزانہ پیسہ اخبار مطبوعہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۴ء مین تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ثقل معدہ و سوء ہضمی پر متعدد بار آزمایا گیا نہایت مفید پایا کھٹی اور جلی ہوئی ڈکارون کو روک دیتا ہے - غرض امراض معدہ کیلئے نہایت نافع چیز ہے - جن لوگون کو کہانا ہضم نہوتا ہو تو وہ کہانیکے بعد تہوڑا سا استعمال کیا کرین

مفت

اگر سرمہ سلیمانی کی تشہیر کی بہی ضرورت نہ ہوتی جو کہ آفتاب کیطرح عالمگیر ہوگیا تو وہ جنکی ...

۵۰ ہزار پڑیا بطور نمونہ مفت

سرمہ نور

نمونہ کی تعداد پانچہزار سے بڑھاکر پچاس ہزار پڑیہ کردی گئی ہے - ہر ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا یہ وہ سرمہ ہے جو پانچ سال سے برابر مفت تقسیم ہورہا ہے دنیا کے قریب قریب ہر حصہ مین اس کے خریدار موجود ہین سیکڑون سارٹیفکیٹ ہمارے پاس معزز ڈاکٹرون اور حکیمون و رئیسون اور عہدہ دارون کے موجود ہین جن کے شائع کرنے کے واسطے ایک کتاب کا حجم درکار ہے مفید ہونیکا اس سے زائد اور کیا ثبوت ہوگا کہ یکم دسمبر سے صرف ۲۱ - دسمبر تک تین ہزار پڑیہ نمونہ کی لوگون نے منگوائین اسپر تجربہ کے بعد ۵۰ فیصدی کی فرمایشات آچکی ہین اور یہ بہی ظاہر کردینا ضروری ہے کہ یہ نسخہ ایک فقیر صاحب کمال کا عطیہ ہے اور انہیں کی اجازت سے اشاعت عام کی گئی ہے آنکہ کا کوئی مرض ایسا نہین جسپر دس بیس بار تجربہ نہ ہوا ہو ہر مرض مین بیحد مفید ثابت ہوا ہے - ابتدائی نزول الماء مین اگر کسی سرمہ نے فائدہ حاصل کیا ہے تو اسی سرمہ نے ورنہ قریب قریب تمام ڈاکٹر اور اطباء اس امر پر متفق ہوگئے ہین کہ نزول الماء کا سوائے قدح کے اور کوئی علاج نہین جالا - پہولا - دھند - غبار - سبل بانی جانا - پڑبال - خارش موتیا بند ابتدائی - سرخی ناخنہ - وغیرہ وغیرہ کو چندہی روز کے استعمال سے جڑ سے کہوتا ہے بصارت بڑہاتا ہے عام طور پر اس کے استعمال سے عینک کی حاجت نہین رہتی اور حالت مرض لگائے تو ازالۂ مرض کے لئے اکسیر ہے ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زائد کو کافی ہے ہر حصہ ملک مین ایجنٹون کی ضرورت ہے تاجران دوا فروشان اور ڈاکٹرون کو اس طرف متوجہ ہونا چاہئے اور قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ کئے جاوینگے دریافت طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ کا آنا ضروری ہے فرمایشات ویلیو پے ایبل منگوانے مین جانبین کا اطمینان ہوگا - محصول وغیرہ ذمہ خریدار بلحاظ فائدہ عام قیمت سرمہ خاکی فی تولہ ۸ - سرمہ سیاہ بھری فی تولہ ۸

کم خرچ بالانشین

دیسی تجارت کو ترقی دینے کیواسطے ہم نے خاص طور پر سوتی - لنگی اور رومال اور مختلف لوضع پختہ رنگ کی تیاری کا بہی انتظام کیا ہے جو مستورات کیواسطے نہایت عمدہ تحفہ ہے اور خوش وضع ہین یہان کے چابکدست کاریگرون نے یہ کمال دکھایا ہے کہ بالکل ریشمی معلوم ہوتے ہین اور پائیداری مین تو ریشمی کی کوئی حقیقت نہین ہے ایک مرتبہ منگاکر ملاحظہ تو فرمائے - قیمت فی تہان قسم اول طول ۱۴ گز - ۱۰ گرہ عرض ۱۰ گرہ ۱۴ + قیمت فی تہان قسم دوم طول ۱۴ گز ۸ گرہ عرض - ۱۰ گرہ ۱۲

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہئے

المشتہر - محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری

نئی شرط

اس کارخانہ نے اشتہاری دھوکہ سے بچانے کی یہ تجویز کی ہے کہ ہر دوا کا نمونہ پوسٹ کارڈ آنے پر روانہ کیا جاوے **سرمہ سلیمانی** - یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے - جسکے چند روز کے استعمال سے جالا - پہولا - دھند - آشوب چشم - پڑبال - آنکھون سے پانی بہنا - نزول الماء وغیرہ کو فوراً دفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجیے بعدہ طلب کرنا قیمت فی تولہ ۸ **منجن دندان** - جس کے استعمال سے داڑھ خواہ مسوڑہ ہے کا کیسا ہی بیتاب کردہ درد ہو یا ورم ہو یا مسوڑہ ورم کرگیا یا دانتون سے خون جاری ہو فوراً دفع کرتا ہے اور جملہ امراض دفع ہوکر دانت مثل موتی کے نکل آتے ہین - قیمت فی بکس ۴ **پوڈر بالصفا** یہ پوڈر دیگر پوڈرون کی طرح نہ تو جلد کو خراب کرتا ہے اور نہ جلن کرتا ہے بلکہ جائے مستعملہ نہایت نرم اور صاف ہوجاتی ہے اور تین منٹ مین فارغ کردینا اسیکا کام ہے قیمت فی ڈبیا خورد ۲ - ڈبیا کلان ۴

المشتہر حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلبگڑھ ضلع دہلی

کارخانہ احمدی احسن روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج مین قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہوگئے ہین بلحاظ قدامت اب ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے طیار کئے جاتے ہین اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کرین -

راقم محمد عبد اللہ تاجران عطر قنوج

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی - ناگر تیل - یہ تیل ہمارے کارخانہ سے ایجاد ہوا ہے بالونکو سفید ہونے سے روکتا ہے - نزلہ آنکھون - درد سر وغیرہ کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک بذمہ خریدار

المشتہر - کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

چیتہ نونہال سنگھ بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس - (انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا (۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اسکے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے منہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اسکے میرے دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّہ اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اسلئے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہدیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اُس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُنکے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقوےٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اُسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اُسکو اندھا کر دیا تھا۔ مگر **حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **طاہر مطہر تھا** اور بلاشبہ اُن برگزیدوں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ **سرداران بہشت** میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجب **سلب ایمان** ہے اور اُس **امام** کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے **اُسوۂ حسنہ** ہے اور ہم اُس **معصوم** کی ہدایت کے **اقتدا** کرنیوالے ہیں جو اُسکو ملی تھی۔ **تباہ ہو گیا** وہ دل جو اُسکا **دشمن** ہے اور **کامیاب** ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُسکی **محبت** ظاہر کرتا ہے اور اُسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ **یہ لوگ** دنیا کی آنکھوں سے **پوشیدہ** ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کی قدر۔ مگر وہی جو اُن میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ اُنکو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ **دنیا** سے بہت **دور** ہیں یہی **وجہ حسین** کی **شہادت** کی تھی کیونکہ **وہ شناخت نہیں کیا گیا**۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جاوے۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو **آئمہ مطہرین** میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اسکے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ **مجھے جانتے** کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ **مینے** جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ **مینے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا**۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں **خدا کی وحی** کی طرف اُنکو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ **محبوب** اور **عدو دو** یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو! صبر کرو کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے کھل جاوے گا۔ خدا جانتا ہے کہ میں **اُسکی طرف سے ہوں** اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں میں اُنکا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ **خدا میری نسبت** اشارہ کر کے **فرماتا ہے** کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔ پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈالکر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ **نرمی کرو اور دعا** میں لگے رہو اور سچی **توبہ** کو اپنا شفیع ٹھہراؤ۔ اور زمین پر **آہستگی** سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اُسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کریگا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُسکے حکموں پر نہیں چلو گے۔ اگر تم اُس کی حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا۔ اور ایک اور قوم تمہارے عوض لے آوے گا جو اُسکے حکموں پر چلے گی۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ انپر ظاہر کرنا ہے بلکہ **میرے آنے کی** اصل غرض یہ ہے کہ تا **مسلمان** خالص **توحید** پر قائم ہو جائیں اور انکو **خدا** تعالیٰ سے **تعلق** پیدا ہو جاوے اور ان کی **نمازیں** اور عبادتیں **ذوق** اور **احسان** سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جاوے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور انمیں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشا ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو انکو اسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا کہ آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنیوالے تھے جیسا کہ آگئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سُنَّۃُ اللّٰہ ہے اُنکا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا پس سوچنا چاہیے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور ہونا چاہیے تھا اسقدر شور مچایا کسقدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے **حَکَم** بنکر آیا ضرور تھا جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اُس قسم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اُسکا حَکَم کہلانا باطل ہوگا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہکر کہ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اس اعلان کو ختم کرتا ہوں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی - ۸؍ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء

متفرق باتیں

بنک کے سود کے متعلق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بنک کے سود کے متعلق اعلیٰ حضرت کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے ہر چند وہ کافی طور سے اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ یہ سود اضطراری حالت میں محض اشاعت اسلام کے لیے جائز ہے یہ مطلب نہیں کہ اس سے سود کے عام جواز کا فتویٰ حاصل کیا جاوے۔ لیکن مزید اطلاع کی خاطر خود حضرت اقدس کے وہ الفاظ بھی درج کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جو اس بلا کے عام ہونیکو روکتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ایکدوست نے عرض کی کہ اگر اسطرح سے ایک خاص امر کے واسطے سود کے روپیہ کمانے کی اجازت دیگئی ہو تو لوگوں میں اسکا رواج وسیع ہو کر عام قباحتیں پیدا ہو جاوینگی **فرمایا** کہ بیجا عذر تراشنے کیواسطے تو بڑی حیلے ہیں۔ بعض شریر لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کے یہ معنے کر دیتے ہیں کہ نماز نہ پڑھو۔ ہمارا منشاء صرف یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب خنزیر کھانیکی اجازت نفسانی ضرورت کے واسطے جائز ہے تو اسلام کی ہمدردی کے واسطے اگر انسان دین کو ہلاکت سے بچانیکے واسطے سود کے روپیہ کو خرچ کرے تو کیا قباحت ہے۔ یہ اجازت مختص المقام اور مختص الزمان ہے۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کیواسطے اسپر عمل کیا جاوے۔ جب اسلام کی نازک حالت نہ رہے تو پھر اس ضرورت کیواسطے بھی سود لینا ایسا ہی حرام ہے۔ کیونکہ دراصل سود کا عام حکم تو حرمت ہی ہے۔

گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مندرجہ ذیل نظم مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری نے جوش محبت اور حسن ارادت سے لکھی ہے جو اپنی سلاست اور عمدگی مضمون سے قابل قدر ہے افسوس ہے ہماری جماعت میں اکثر لوگ نظم لکھتے ہیں لیکن وہ اس خدا داد ملکہ سے کام نہیں لیتے - نظم انسان کو فطرتاً دلپسند ہوتی ہے اور وہ موثر ہوتی ہے اگر سلسلہ عالیہ کی سچائی کے دلائل نظم میں لکھے جاویں تو بہت مفید ہو سکتے ہیں - ایڈیٹر -

اے سایۂ رحمت خدائی — اے نور ظہور مصطفائی
مقبول جناب کبریائی — محبوب حضور مجتبائی
اے زینت مسند خلافت — اے زیور تخت اولیائی
صدیوں سے ہے انتظار میں ہم — تب تجربہ سعید تیری پائی
دنیا کا چمن اجڑ چلا تھا — یہ لوٹ خزاں نے تھی مچائی
کملائے تھے پھول - زرد پتے — بو دون پہ نحوست اک تھی چھائی
بگڑی تھی ہوا کہ تھی نہ باقی — بلبل اور گل میں آشنائی
گل سے کہ نگہ میں تھے کھٹکتے — کانٹوں پہ تھی شان کبریائی
ہر سمت مچا ہوا تھا اندھیر — اک شور تھا دے رہا سنائی
عصمت رہتی تھی ڈہانپ کر منہ — اور صدق تھا دے رہا دہائی
توحید کا خون ہو رہا تھا — بیزار خدا سے تھی خدائی
قبضے میں ہوئے نفس کے عقل — مفقود تو قع رہائی
دنیائے دنی کی عشق زاگ — تھی پاؤں میں تیر تنگ لگائی
اس حال کو ہم پہنچ چکے تھے — ناگاہ تری سواری آئی

آنا ترا دہ بہار لایا
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

پہلی سی زمین نہ آسمان ہے — ظلمت ہے نہ ظلم کا نشان ہے
ایک جان سی پڑ گئی زمین میں — پھولا پھولا کچھ آسمان ہے
جاگے جاگے نصیب اپنے — یہ بخت ہمارا مہربان ہے
اندھے جو نہ دیکھیں تو نہ دیکھیں — جو رنگ جما ہوا یہاں ہے
آنکھوں والے تو دیکھتے ہیں — عیسیٰ مجلس کے درمیان ہے
بولے شمس و قمر کہ ہاں ہے — بولی یہ زمین کہ ہاں یہاں ہے

اے وقت پر اپنے آنیوالے — اے سچے نشان دکہانیوالے
اے پیر طریقت محمد — پیروں کو جوان بنانیوالے
اے سلسلۂ مماثلت کی — کامل صورت دکہانیوالی
اے عشق محمدی کی مے کے — پینے والے پلانیوالے
اے جذبۂ شوق احمدی میں — ہستی اپنی مٹانے والے
اللہ کے دئے سے کچھ ہمیں بھی — دلوا دکہ ادھر انیوالے
ہاں ایک نگاہ لطف ادھر بھی — اور خاک کو زر بنانیوالے
قبر اپنی کو ہیں اٹھائے پہرتے — ہم مردہ ہیں او جلانیوالے
احسان رہیگا یا د تیرا — اے زیست نو دلانیوالے
حقانی کو حق سے روح دیدے — او روح قدس لانیوالے

توفیق عمل خدا سے لے دے
اے ہم کو دعا سکہانے والے

تصویر والے کارڈوں کی ممانعت

بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم میں بھی شایع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شایع ہوتا رہا اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی ؟ میرا ذاتی خیال یہ تہا کہ یہہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھہ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصیت کے ساتھہ اسپر توجہ کرنی پڑی اور پر زور الفاظ میں اس کی حرمت اور ممانعت کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعتہ کو کھلنے ہی بند کر دیا - جزاہ اللہ احسن الجزاء - الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مختصر طور پر یہہ اعلان دے دیا گیا تہا - آج تفصیل کے ساتھہ حضرت اقدس کی تقریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے -

آج کے بعد یقین کیا جاتا ہے کہ اعلے حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا کارڈ استعمال نہ کیا جاویگا -
ایڈیٹر

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر ڈاک کے کارڈ پر چھپوائی ہے تاکہ لوگ ان کارڈوں کو خرید کر خطوط میں استعمال کریں - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - میرے نزدیک یہ درست نہیں بدعت پہیلانے کا یہ پہلا قدم ہے - ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اسواسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں - اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں - ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو کیونکہ جیسا تصویر کی حرمت ہے - اس قسم کی حرمت عموم نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات مجتہد اگر دیکھے کہ کوئی فائدہ ہے اور نقصان نہیں تو وہ حسب ضرورت اسکو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی - چنانچہ بعض خطوط یورپ - امریکہ سے آئے جن میں لکھا تہا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے - ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے - شریعت میں ہر ایک امر جو ما ینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پار کہا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈوں پر تصویریں بنتی ہیں ان کو خریدنا نہیں چاہئیے بت پرستی کی جڑ تصویر ہے - جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھہ نہ کچھہ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے - ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے اور ان سے دور رہنا چاہیئے - ایسا نہ ہو - کہ ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جاوے - مینے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے - جو لوگ جماعت سے اور ایسا کام کرتے ہیں ان پر ہم سخت ناراض ہیں اور خدا ناراض ہے - ہاں اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے -

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھکر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے ایک شخص نے اس قسم کے کارڈوں کا ایک بنڈل لاکر دکھایا - کہ یہ تجارتی طور پر فروخت کے واسطے خرید گئے تھے اب کیا کریں فرمایا ان کو جلا دو - اور تلف کر دو اس میں اہانت دین اور اہانت شرع ہے نہ ان کو گھر میں رکہو اس سے کچھہ فائدہ نہیں بلکہ اس سے آخر بت پرستی پیدا ہوتی ہے - اس تصویر کی جگہ پر اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا - یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء -

کلمات طیبات امام الزمان علیہ السلام

۲۰ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر - جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا - بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کیطرف راغب رہتی ہے - ہاں مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے - تب کوئی خارق عادت ظاہر ہوتا ہے -

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا - بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا - اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تہا - حکم دیا - کہ واپس آکر میں تم کو ضرور پھانسی دوں گا - اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی - جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا - تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی - کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے - اس نے جواب دیا - ہنوز دہلی دور است - جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا - تو انہوں نے پھر عرض کی - مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا - کہ ہنوز دہلی دور است - یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے قریب آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی - کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے - یا داخل ہو گیا ہے - مگر پہر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا - کہ ہنوز دہلی دور است - اسی اثناء میں خبر آئی - کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا - تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا - معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھہ من جانب اللہ معلوم ہو چکا تہا -

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے - کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا - اور حکم ہوا - کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جاوے گی - جب وہ دن آیا - تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھہ کر سوئے تھے - اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا - اور پوچہا - کہ تو کیوں روتا ہے - اس نے اپنا خیال عرض کیا - اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا - کہ تم غم مت کہاؤ - ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی - میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے - کہ ایک گائے مارکھنڈ مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے - میں نے اس کے دونو سینگ پکڑ کر اسکو نیچے گرا دیا ہے - چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا - اور ایسا سخت بیمار ہوا - اور اسی بیماری میں مر گیا - یہ تصرفات الٰہی ہیں - جو انسان کی سمجھہ میں پہلے نہیں آسکتے - جب وقت آجاتا ہے - تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے - سب خدا کے ہاتھہ میں ہیں - وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے - خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے - اس کے اذن کے بغیر تو کوئی

۲۳ ستمبر قبل دوپہر

آج اتفاق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں میاں چراغدین ساکن جموں کا ذکر اس تقریب پر شروع ہو گیا کہ اسکی ایک کتاب منارۃ المسیح حال میں شائع کی ہے - غالباً چراغدین کے نام سے ناظرین حکم کے کان آشنا ہونگے مگر انہیں تفصیلی طور پر اسکے متعلق کوئی علم نہیں ہے مجھے اسکے متعلق زیادہ انفرمیشن دینے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں البتہ اسقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جسکا ذکر خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دافع البلاء کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ - میں فرمایا ہے - جس میں سے بعض ضروری فقرات کا یہاں درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - اور وہ یہہ ہیں -

---

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعوےٰ کر کے اور اسباب کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شایع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ اون کا سنا تھا - اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کیوجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دیگئی - اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا - کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولو العزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں **صلح** کرا دے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کردے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے - اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص الیوم اکملت لکم دینکم کا اپنے لئے رکھا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے - قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القراٰن لا یمسہ الا المطھرون -

دیکھو براہین احمدیہ ۵۱۱ یعنے اون کو کہدے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہہ وحی ہوتی ہے - کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں - پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں - خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ - عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں - آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہہ ہے -

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق - یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے - (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا - اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا - مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے ...... پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے - اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اوس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام -

زندگی بخش جام احمد ہے | کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیا مگر بخدا | سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پھل کھایا | میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو | اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں - خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے - باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے یہہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ اب تک میں سمجھتا ہوں اس کے معنے یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائیگی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی -

اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کسقدر بعد المشرقین ہے - جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں - صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں - اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائیگا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کریں گے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا - ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں - بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون - پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے - جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات موںھ پر لاوے کہ میں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کردوں لعنۃ اللہ علی الکافرین - عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے - نادانی سے یہ نہیں سمجھتا - کہ گویا پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے ہیں - اگر حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہیں اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے - اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں کسی کو دعویٰ نہیں پہونچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے -

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک اُنکی نصرت ثابت ہو چکی ہے مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اوس کا تو وجود اور عدم برابر ہے -

قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اُس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور میں اوس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کرسکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا اور میں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا مددگار ہوگا یا اون مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا

. . . .

. . . .

جو طبی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ میں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور **نفس امّارہ** کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے -

---

لطیفہ

چراغدین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھکو خداء عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا **نزل بہ جبیز** یعنے اس پر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھ لیا - جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اترے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو ...اور بجگہ لفظ جبیز سے مراد حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القاء شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات دل پر القاء ہو جاتے ہیں اور چونکہ اون کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اسلئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے - منہ

اس تحریر کو پڑھ لینے کے بعد کل حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ شخص برائے نام اس سلسلہ میں داخل ہوا - مگر اعلےٰ حضرت کی فیض صحبت سے اسے کبھی حصہ نہ ملا - اور ہمیشہ وہ اپنے بدبودار خیالات کیوجہ سے معتوب رہا - اب اسنے مناق المسیح نام کتاب شائع کی جس میں اسلام کی سخت ہتک کی گئی ہے اس کتاب کے تذکرہ پر اعلےٰ حضرت نے فرمایا

کہ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے ہر امر میں اسنے حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی ہے پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں میں صلح کرانے آیا ہوں یہہ کیسی عجیب بات ہے اسلام اور عیسائیت میں آسمان زمین کا فرق ہے اور وہ صلح کراتا ہے - مجھے اس کتاب میں بہت گالیاں دی ہیں -

مسیح کی قبر واقعہ کشمیر کا ذکر تھا - اسکے متعلق جو کچھہ فرمایا اسکا خلاصہ یہہ ہے + کہ بہت سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ یہہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ انکے بعض دوستوں کی قبریں بھی اسی جگہ ہیں -

اوّل یوزآسف کا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹھیرائے گئے تھے اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ سکتے تھے پس اللہ تعالےٰ نے انپر رحم کرکے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کرکے گئے - اور یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جنکا پتہ نہیں ملتا تھا وہ بھی چونکہ یہاں ہی آباد تھیں اسلئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بھی یہاں ان کا آنا ضروری تھا - اور پھر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بھی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں (اس موقع پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ حضور کاشیر کا لفظ خود موجود ہے - یہہ لفظ اصل میں کاشیر ہے ہم تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں اصلی کشمیری کاشیر بولتے ہیں اور وہ کاشر کہلاتے ہیں اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور ک بمعنی مانند ہے یعنی کشیر کی مانند - ایڈیٹر)

پھر اور بہت سے نام ہیں - حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کرو تاکہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے - اسی سلسلہ کلام میں فرمایا - کہ

اکمال الدین جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اونیس سو برس کا ایک نبی ہے پھر کشمیریوں کے رسم و رواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں برنیر فرانسیسی سیاح نے بھی انگوٹھی پھر اسپر ہی لکھا ہے - اس کے سوا وہ تھوما حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے

(اس مقام پر مفتی صاحب نے عرض کی کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت مریم بیمار ہوئیں تو اونہوں نے تھوما کی جو اسوقت ہندوستان میں تھا ملنا چاہا - چنانچہ ان کے تابوت کو ہندوستان میں پہونچایا گیا اور وہ تھوما سے ملکر بہت خوش ہوئیں اور اسکو برکت دی اور پھر تھوما نے اسکا جنازہ پڑھا - اس ذکر پر کہا گیا کہ کیا تعجب ہے اگر فی الحقیقت یہہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا ہو بیٹے کے پاس آنے کا اسکے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں - ایڈیٹر -)

مندرجہ بالا سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا کہ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت فلما توفیتنی پیش کرتے ہیں تو اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تھے تو پھر ان کو بجائے فلما توفیتنی کے یہ کہنا چاہئے تھا کہ جب تو نے مجھے کشمیر پہنچا دیا -

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہہ اعتراض ایک سفسطہ ہے یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقع پاکر وہ وہاں سے کشمیر کو چلے آئے - لیکن اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچھا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچھتا ہے - مخالف تو بدستور کافر کذاب تھے -

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بھی فرمایا ہے مادمت فیھم میں جب تک ان میں تھا یہ نہیں کہا مادمت فی ارضھم مادمت فیھم کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بھی جائیں یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کا ایک مامور و مرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پھر وہ خدا تعالےٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چھوڑ دیں اور اس کا پیچھا نکریں؟ نہیں بلکہ وہ بھی انکے پاس یہاں آگئے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ یکدفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں - چنانچہ تھوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے -

اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جاں نثار غلام موجود تھے لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھہ لے لیا - مگر اس کے بعد جب آپ مدینے پہونچ گئے تو دوسرے صحابہ بھی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہونچے - لکھا ہے کہ جب آپ ہجرت کرکے نکلے اور غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بھی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہونچے - انکی آہٹ پاکر حضرت ابوبکر رض گھبرائے تو اللہ تعالےٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا - کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اسکو دیکھنے بھی گئے مگر خدا کی قدرت ہے کہ غار کے منہہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا - اسے دیکھکر ایک نے کہا کہ یہہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کا ہے - اس لئے وہ واپس چلے آئے - یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے محبت کرتے آئے ہیں -

غرض

جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اسوقت تھوڑا ہی کو ساتھہ لینا پسند کیا اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے صرف تھوما کو ساتھہ لے لیا اور چلے آئے + پس جب حواری ان کے ساتھہ تھے تو پھر کوئی اعتراض نہیں رہتا -

دوسرا سوال اسپر یہہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ۸۷ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں - ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا - کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں - مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی - لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک قوم تھی -

آویناھما الی ربوۃ ذات قرار و معین کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تھا میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اسلئے کہ آوی کا لفظ تو ایسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے اور پناہ دی جاوے - یہہ بات اس رومی سلطنت میں رہ کر نہیں کب حاصل ہو سکتی تھی؟ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تھے - اسلئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی -

فرمایا - زندگی اعتبار کے لائق نہیں اسپر مختلف امراض اور خصوصاً طاعون نے ویسی خوف پیدا کر دیا ہے -

۲۳ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل عصر

حضرت مخدوم الملتہ کی بیماری کا تذکرہ تھا - ایک بزرگ نے باتوں ہی باتوں میں حکایتاً عن الغیر ذکر کیا کہ بعض مسمریزم کے عامل توجہ سے مرض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے دعوے کرتے ہیں -

اسپر فرمایا

یہہ کچھہ چیز نہیں میری طبیعت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اصل طریق دعا ہے اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے - میں تو اس کے سوا دوسرے طریقوں کو (مسمریزم وغیرہ مراد ہیں ایڈیٹر) ایسا سمجھتا ہوں جیسے قے کے ساتھہ کسی بیماری کا علاج کیا جاوے - پس کون پسند کرتا ہے کہ قے کے ساتھہ علاج ہو - سچا اور خدا شناسی کا جو طریق ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا وہ یہی دعا ہے +

۲۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(مخدوم الملتہ کی بیماری کے تذکرہ پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اگر انسان کا وجود اللہ تعالےٰ کے بغیر ہوتا تو کچھہ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرہ ذرہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے - پھر کس بات کا غم اور خوف ہے - اسکی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر - قادر خدا کو مان کر مومن کبھی غمگین نہیں ہوتا - وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھہ کرتا ہے اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے - مومن اور غیر مومن میں ایمان ہی کا تو فرق ہے - دہریہ مزاج اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے کی زندگی اسوقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے - جب تک اسپر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا

. . . .

لیکن جب حقیقت سے مشکلات بھی آکر ظاہر ہوتی ہیں

تو اس کی عقل مار دیتے ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کر سکتا - اس کی امید اللہ تعالے پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اسے مایوس کر دیتے ہیں ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجانی پر بعض اوقات یہہ لوگ خودکشیاں کر لیتے ہیں + یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی - اسکی وجہ کیا ہے ؟ یہی کہ وہ ہم و غم اور مصائب کی برداشت نہیں کر سکتے ان کے دل کمزور ہو جاتے ہیں لیکن برخلاف اس کے **مومن** قوی دل ہوتا ہے اسلیئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالے پر ہوتا ہے + اسپر اگر مصائب آئیں تو وہ اسکو بیست ہمت نہیں بنا تیں بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑہاتا ہے اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے - اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزا اور لذت انہیں دنو ںمیں آتی ہی اور ایمان، نہیں ایام کے لیئے ہوتا ہے - صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسایش اور امن ہو اسوقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہو سکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسرے مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہو جاتا ہے - اور ثابت ہو جاتا ہے کہ کون اللہ تعالے سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اسکی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اسکا شکوہ کرتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے - مصیبت اور دکھہ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے ؟ صبر کیا ہے یہہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے - مصیبتوں میں جب مومن صبر کرتا ہی تو یہ صبر بھی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا - اس کے علاوہ خدا تعالے کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک **نیا خدا** معلوم ہوتا ہے - اسلیئے کہ اسپر ایمان لا کر معرفت میں ترقی ہوتی ہے جب مشکلات اور مصائب کیوجہ سے مومن دعائیں کرتا ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ مصائب بجائے خود اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالے پر اور اسکی قدرتوں پر ایمان بڑہتا ہے - مصیبت سے انسان کی زندگی کبھی خالی نہیں رہ سکتی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے خواہ بیماری کے رنگ میں ہو خواہ عزت و آبرو کے متعلق ہو - یا مال و اسباب کی صورت میں ہو - لیکن مومن کی مصیبت سہل ہو جاتی ہے اور اس کے

گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے وہ اس مصیبت کو اپنے لیئے خدا تعالے سے تعلقات بڑہانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہی مگر یہی مصیبت بے ایمانوں کے لئے **عذاب** کے رنگ میں ہو جاتی ہے - کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھہ کر خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بھی اسکے لئے طیار رہنا چاہیئے - یہہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی مرہم ایسا **تسکین** دہ اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالے پر **بھروسہ** کرنا ہے جو شخص اللہ تعالے پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر **تسلی** اور **اطمینان** پاتا ہے - وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہہ ہو سکتا ہے کہ اگر **تقدیر مبرم** ہے تو **موت** آجاوے لیکن اس سے کیا ہوا ؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چھوڑنا پڑیگا + پھر اگر اسے موت آگئی تو حرج کیا ہوا ؟ مومن کے لیئے تو یہہ **موت** اور بھی راحت رساں اور وصال یار کا ذریعہ ہو جاتی ہے - اسلیئے کہ وہ اللہ تعالے پر کامل ایمان اور اس کی قدرتوں پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اسکے لئے ابدی **راحت** کا ہے پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہیں ہو سکتی بلکہ وہ مصیبت دکھہ دینے والا عذاب ٹھیرتی ہے جس میں اللہ تعالے پر ایمان اور بھروسہ نہو ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے - اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالے نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے - ایسے شخص کے لیئے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہوگا جسکے لیئے اسے طیار رہنا چاہیئے **موت** ضرور آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں - یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا - خدا تعالے کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء و رسل کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے حکیم اور فلاسفر جو سخت دل ہوتے ہیں انکو بھی یہ بات سوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے - انہوں نے دیکھا کہ زمین تو **ربع مسکون** ہے اور اس میں بھی بہت ہی تہوڑا حصہ آباد ہی اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائی آفرینش سے پیدا ہوتے ہوئے اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ

اور مقام نہ ملتا یہانتک کہ وہ کھڑے بھی نہو سکتے - پس اسقدر کثرت خود چاہتی ہے کہ **موت** ہو تا کہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لیئے جگہ ہو - **موت** کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ مر کر انسان بالکل گم ہو جاتا ہے نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے - اسکی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھہ میں آسکتی ہے کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرہ موت ہے - خواب* میں بھی ایک قسم کا قبض روح ہی ہوتا ہے - دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہیں لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے اور وہ سیاحت کر رہا ہوتا ہے سا اب بظاہر اسکے حواس اور قوی سب معطل ہوتے ہیں لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قوی سب کام میں لگے ہوئے ہیں - اسی طرح **پر مرنے والا** موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضایع کر دیا اور اللہ تعالے کے ساتھہ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا -

وہ چونکہ ابھی اپنے بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادہورا پاتا ہے اسلیئے اسپر **حسرت** اور افسوس کا استیلا ہو جاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گہونٹ معلوم ہوتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دل بستگی پیدا نکرے اور اپنے اوقات کو ضایع نہ کرے ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یہہ یقین کر کے کہ شاید ابھی موت آجاوے مرنے کے واسطے طیار رہنا چاہیئے - جب اس طیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالے کے ساتھہ انسان اپنے تعلقات کو بڑہائیگا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کریگا - یہہ خوب یاد رکھو کہ دنیا **آخرۃ کی کہیتی** ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لیئے ہر قسم کے دکھہ اور تکالیف اٹھاتا ہی اسیطرح پر مومن کو اس کی حفاظت کے لیئے کرنا چاہیئے تاکہ دوسرے جہان میں آرام پاوے اگر اب بے پروائی کریگا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اسکو اسوقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہو کر دوسرے عالم میں جانا پڑیگا - اور وہاں اس کے لیئے بجز دکھہ اور درد کے اور کیا ہوگا - اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہا اور اس عالم میں اس ہم و غم کے نتائج میں -

حاشیہ* - خواب کے متعلق غالباً خواب کی فلاسفی کا بیان کر دینا غیر ضروری نہو گا بلکہ میری رائے میں اسجگہ اس کا اندراج ازبس ضروری ہے - اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ فلاسفی خود اعلے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے لکہی ہوئی ہے اور وہ آجکی نہیں بلکہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۳ء کی جسکو آج بائیس برس اور قریباً سات مہینے ہو گئے ہیں - الحکم کے **ایڈیٹر** کو اس امر پر خاص ناز ہے کہ وہ اعلے حضرت کی پرانی سے پرانی تحریروں کے جمع کرنیکا ازبس شایق ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ اکثر ایسے نایاب موتیوں کو پا لیتا ہے + آج ان باتوں کے قدردان شاید بہت نہوں لیکن ایک زمانہ آئیگا کہ **آب زر** سے انکو لکھہ کر رکھیں گے اور پھر بھی انکی قدر و قیمت کے شایان نہ کہیں گے + بہر حال یہ مضمون بہت ہی لطیف ہے یاد رہے **مندرجہ ذیل** مکتوب میں حضرت اقدس نے **خواب کی فلاسفی** (حقیقت الرویا) بیان فرمائی ہے **علم الرویا** پر عربوں نے کمال تحقیق اور تدقیق سے فلسفیانہ مباحث کیئے ہیں اور بڑی ضخیم کتابیں اس علم میں آجتک موجود ہیں جن میں خواب کی اصلیت - اقسام اور علم تعبیر کی خوب چھان بین کی ہے اس امر پر بحث کرنے کے لیئے میں کافی وقت اور گنجایش نہیں پاتا کہ یہ بیان کروں کہ خواب کیا چیز ہے ؟ اردو زبان میں کوئی ایسی مبسوط اور مستند کتاب اس مضمون پر نہیں لکھی گئی اور اصل تو یوں ہے کہ کوئی بدون تجربہ صحیحہ ذاتیہ کے لکھہ کیونکر سکتا ہے جب تک کوئی حالت انسان پر خود نہ گذرے وہ جو کچھہ اوس کی نسبت بیان کریگا وہ قیاسی اور سماعی باتیں ہونگی - بہر حال یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الرویا جزاء من ستۃ واربعین جزاء من النبوۃ کہ رویا صالحہ اجزائے نبوت میں سے چہیالیسواں جزو ہے حضور کے اس ارشاد سے اتنا پتا ملتا ہے کہ خواب صالحہ عموماً واقعات آیندہ کی ایک تصویری عکس ہوتا ہے - کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہیں اور اس کا اطلاق عموماً واقعات آئندہ کی خبر پر ہوتا ہے - اور جزو رسالت نہ فرمانے میں یہ سر معلوم دیتا ہی کہ رویا صالحہ کے لیئے رسول ہونا لازم اور ضروری نہیں یعنی کبھی کبھار ایسے اشخاص بھی سچی خوابیں دیکھہ لیتے ہیں جو مامور من اللہ اور مکلم باللہ نہیں ہوتے حدیث میں آیا ہے کہ سچے خواب اوسی شخص کے ہوتے ہیں جو بیداری میں سچ بولنے کا عادی ہو - جو لوگ تمنیہ نفس اور

جو شخص اس عالم کے ہم و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر بھی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا - ؟

موت تو ایک بازیگاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں تو قبل از وقت جاتا ہوں ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے طیار نہ تھا - اگر طیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے - اسلئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اسوقت موت آجاوے تو کیا وہ طیار ہے یا نہیں ؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر ناپیدا است بارے آن اولی
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

انکا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت طیار اور مستعد رہنا چاہئے - اور کسی وقت بھی اس طیاری سے بے فکر اور غافل نہونا چاہئے ورنہ عذاب ہوگا یہ بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی طیاری میں ہے اور کمربستہ بیٹھا ہے اگر یکایک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہوگی لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو ہر ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا - ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے -

دلم یتفق حتے مضی بہ سبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنے اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہاں تک کہ کوچ کرنا پڑا تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں +

مگر یہ بات اللہ تعالےٰ کے فضل بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طیاری میں لگا رہے سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے -

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا لیکن جب وہاں سے اوٹھتا ہے اور مجلس منتشر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ وہیں کے لئے تھیں - ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعتہً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھہ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے - موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں -

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا - فرید الدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی - فقیر نے اون کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دھندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی - فرید الدین نے اسکو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی - فقیر یہ سنکر وہیں لیٹ گیا اور کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے ساتھہ ہی جان نکل گئی - فرید الدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا - اسیوقت ساری دوکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گذار دی - یہہ طیاری ہوتی ہے - طیاری میں رنج نہیں ہوتا - کش مکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے -

---

فرمایا - صوفیوں کی جو کتابیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت کا خیال دامنگیر رہا ہے - لیکن مولویوں کے نام سے جو لوگ گذرے ہیں وہ عموماً محجوب رہے ہیں - بہت ہی کم جو دراصل وہ بھی فقیر تھے وہ تو اس حجاب سے بچے ہیں ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہیں اور ایسے بانگ بازلوگوں پر کفر ہی کے فتوی دیتے رہے جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے - ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحب حال ہیں صاحب قال نہیں - اگر فراست صحیح ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے -

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے مینے اسکو کئی مرتبہ پڑھا ہے بدعات سے پاک ہے بعض کتابیں صوفیوں کی اس قسم کی بھی ہیں کہ انمیں بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں لیکن یہہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے - فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنے بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے - اور خود ہی خدا بن بیٹھے -

ہمارے ملک میں دو آبہ (بست جالندہر) میں اکثر وجودی ہیں اور جو وجودی کہلاتے ہیں انکا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت

اور مدارج تقویٰ کو حاصل نہیں کر چکے انکا خواب پریشان یا مزاج اور حواس کے اختلال کا نتیجہ ہوتا ہے - مگر مزکی نفس اور صالحہ آدمیوں کی ایسی رویائے صادقہ ایک شعبہ الہام کا ہے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر بھی اس نکتہ لطیف کو حل کیا ہے کہ لم یبقی من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوۃ میں سے بجز مبشرات کے اور کچھہ باقی نہیں رہا - اور مبشرات کی تفسیر بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ وہ رؤیا صالحہ ہے کہ اوسے نیک آدمی دیکھتا ہے یا اور کوئی اوس کے لئے دیکھتا ہے - اور اللہ تعالےٰ نے بھی قرآن کریم میں لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا فرمایا ہے -

فی الجملہ رویاء صادقہ جسکی فلاسفی حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گرامیقدر مکتوب میں بیان فرمائی ہے بجائے خود ایک بہت ہی دقیق مضمون تھا اور اردو زبان میں اس کے متعلق کوئی رسالہ یا کتاب نہ تھی الحمد للہ اس مختصر سے مکتوب ہی میں حضور نے وہ مشکلات حل کر دئے ہیں جو خواب کے متعلق پیش آسکتی ہیں جزاھم اللہ احسن الجزا + ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

خواب کی فلاسفی تصوف کی جان

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالےٰ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ برکاتہ - آپ کی خواب کے آثار یوں ہی نظر آتے ہیں کہ انشاء اللہ رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حد فعل میں آوے بہت ہی محنتیں درکار ہیں - خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو ہزاروں من مٹی کے نیچے زمین کی تہ تک میں واقعہ ہے جسکے وجود میں تو کچھہ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیئے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جائے اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفا نکل آوے - ہمت مردان مدد خدا صدق اور وفا سے خدا کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے - والذین جاھدوا فینا لنہدینہم سبلنا — گویند سنگ لعل شود در مقام صبر + آرے شود ولیک بخون جگر شود + گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند + ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش - آپ کی ملاقات کیلئے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں - بیوقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں اس کا یہی باعث ہے کہ اونہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھے کے اور کچھہ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا دل سخت ہو گیا علےٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی بھی کئی ایک قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں الا ماشاء اللہ -

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال میں آتا ہے مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے خوابمیں کیوں نہیں ہوتا اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا -

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں تو بالضرورت اوس فعل میں بھی فتور آجاتا ہے پھر بعلت اوس فتور کے انسان نہیں سمجھہ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری - لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس اونپر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے - اوس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں - اور نیز اپنے مکان اور اوس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنی جس مکان میں ہے اوس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے حتی کہ لوگوں کی آواز بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رویا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے یہ علم بذریعہ حواس نہیں بلکہ اس علم کا منشاء فقط روح ہے -

میں اس مذہب کا خاصہ اور اثر ہونا بھی یہی چاہئیے- کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے متصف نہیں مانتا- جو قرآن شریف میں بیان ہوئی ہیں اور اپنے اور خدا تعالیٰ میں کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے وہ اگر اباحتی ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ایمان لاکر بھی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی خدا ہیں- اور ایک اور بڑی غلطی ہے جس میں یہہ لوگ مبتلا ہیں اور وہ یہہ ہے کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہیں- اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہیں- وجودی اور شہودی- وجودیوں نے فلسفیوں کی طرح یہہ سمجھ لیا ہے کہ انسان کے سوا خدا کچھہ نہیں ہے یا خدا کے سوا اور کچھہ نہیں- مگر شہودی انکے سوا ہیں اور وہ ٹھیک ہیں- جنہوں نے استیلاء محبت اور تجلیات صفات الٰہی سے ایسا معلوم کیا کہ خدا ہے انہوں نے اسکی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کر لی- او رمن توشدم تو من شدی کے مصداق ہوئے حقیقت میں محبت کے ثمرات میں سے نفی وجود ضروری ہے اسپر اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے-

یہی وہ مقام ہے جو فنا فی اللہ کہلاتا ہے لیکن وجودیوں کا یہہ حال نہیں انکا تو یہ حال ہے کہ گویا انہوں نے ڈاکٹروں کی طرح تشریح کرکے خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا ہے تب ہی تو یہ خود ہی خدا بنتے ہیں حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے اللہ تعالیٰ توصاف فرماتا ہے

لا تدرکہ الابصار-

وجودیوں کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی لا اله الا الله پڑھتے ہیں اور ہم ہی سچے موحد ہیں باقی سب مشرک ہیں- اس کا نتیجہ عوام میں یہہ ہوا کہ اباحت پھیل گئی اور فسق وفجور میں ترقی ہوگئی کیونکہ وہ اسے حرام نہیں سمجھتے- اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہیں سمجھتے اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے ہمارے نزدیک وجودیوں اور دہریوں میں ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے-

یہہ وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہیں- افسوس کا مقام ہے کہ جسقدر گدیاں ہیں انمیں سے شاید ایک بھی ایسی نہیں ہوگی جو یہہ مذہب نہ رکھتی ہو- سب سے زیادہ افسوس یہہ ہے کہ سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بھی وجودی ہوگئے ہیں حالانکہ سید عبد القادر وجودی نہ تھے انکا طرز عمل اور انکی تصنیفات اهدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق دکھاتی ہیں-

علماء صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم صرف پڑھنے کے لیئے ہے لیکن اسکے اثرات اور نتائج کچھہ نہیں مگر وہ عملی طور پر دکھاتے ہیں کہ ان منعم علیہ لوگوں کے نمونے اس امت میں ہوتے ہیں-

غرض

یہہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ گو ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں لیکن ہیں ضرور جو خدا تعالیٰ سے کامل محبت کرتے ہیں اور اسی دنیا میں رہکر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہیں- یہ امور ایسے ہی لوگوں کے حصے میں آئے ہیں جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ- مگر اب برخلاف انکے وجودیوں کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق وفجور میں ترقی ہے-

قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اسقدر استیلا کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے- یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہیں اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم میں انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم میں پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھہ یہاں سے رخصت ہوتا ہے-. ایسے ہی لوگ ہیں جو اس زمرہ سے الگ ہیں- من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ اور ایسے ہی لوگوں کے لیئے فرمایا ہے و لمن خاف مقام ربه جنتان یعنے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں انکو دو جنت ملتے ہیں- ہمارے نزدیک اسکی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا میں عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اوس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹہیر جاتی ہے ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخوں سے رہائی پاتا ہے- مختلف قسم کی بد اخلاقیاں یہہ بھی دوزخ ہی ہیں جن چیزوں سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پھر انکو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چور لے جائیں تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے-

. . . .

. . . . یہانتک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہیں یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے اسیطرح پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائیں یا مر جاویں تو اسکو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے- مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جسکے غم میں وہ رو رہا تھا اس سے پوچھا گیا کہ تو کیوں روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مر گیا اُسنے کہا کہ تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی-

اصل بات یہہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہوگی یا یہ خود جائیگا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی- لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے وہ اس عذاب سے بچا لیئے جاتے ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہہ نہیں کہ عیسیٰ فوت ہوگیا یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اسکو دنیا کے سامنے پیش کر دیا- ہمیں حضرت عیسیٰ کے ساتھہ کوئی دشمنی نہیں- وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول اور پیغمبر ہیں یہہ کہتے ہیں کہ وہ جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر نہیں گئے ہمکو ان کی تذلیل منظور نہیں مگر ہم کیا کریں اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لیئے نہیں مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھہ اسے مختص کریں- ہاں ہم کو بخل نہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جس جسم کیساتھہ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہیں حضرت عیسیٰ بھی اسی جسم کے ساتھہ گئے ہیں- مگر ان لوگوں کی غلطیوں اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لیں-

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر روح بلا جسم ہرگز نہیں مانتے ہم مانتے ہیں کہ وہ وہاں جسم ہی کے ساتھہ ہیں ہاں فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم عنصری کہتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولوں کو دیا گیا ہے-

دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- لا تفتح لھم ابواب السماء یعنی کافروں کے لیئے آسمان کے دروازے نہیں کہولے جاوینگے- اور مومنوں کے لیئے فرماتا مفتحۃ لھم الابواب اب ان آیات میں لھم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو کیا یہ سب

دوسرا سوال آپکا یہ ہے کہ فناء اتم یعنی غائت المواج و نہائت الوصال میں علم حق رہتا ہے یا نہیں اول سمجھنا چاہئیے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہیں بلکہ امارات اور آثار وصال میں سے ہے کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل اور ارادت الٰہی میں بکلی کہویا جاوے یہانتک کہ اوسی کے ساتھہ دیکھتا ہو اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہو اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اوسی کے ساتھہ چھوڑتا ہو پس یہ تمام آثار وصال کے ہیں نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جسکو اہل وصال شناخت کرتے ہیں مگر بیان نہیں کر سکتے خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اسکا اپنے لیئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اوسکو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ میں باقی نہیں رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غائت سیر اولیا ہے اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہونچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہہ آیت مشابہ ہے فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا- لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی پس غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے- وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ واللہ اعلم بالصواب،

خاکسار مرزا غلام احمد- ۱۸- مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۸- جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

سب پھر اسی جسم عنصری کے ساتھہ جاتے ہین ؟ نہین ایسا نہین جسم تو ہوتے ہین مگر وہ وہ جسم ہین جو مرنے کے بعد دئے جاتے ہین ۔ ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بھی اجسام کو چاہتا ہے پھر تیسری شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے معراج مین آپ نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو حضرت یحیٰی کے ساتھہ دیکھا وہان آپ نے روحین تو نہ دیکھی تہین یعنے جسم صرف حضرت عیسٰے کا ہو اور باقی نبیون کی روحین تہین اور مسیح ہی کا جسم تہا ۔

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہین لیکن یہہ عنصری اجسام یہان ہی رہ جاتے ہین یہہ اوپر نہین جاسکتے ۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب مین فرمایا ۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنے ان کو کہدے میرا رب اس سے پاک ہے جو اپنے وعدون کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے ۔ مین تو صرف ایک بشر رسول ہون ۔ سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہین انکی خلاف ورزی وہ نہیر کرتا ۔ وہ وعدہ کیا ہے ؟

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور ایسا ہی فرمایا الم نجعل الارض کفاتا اور پھر فیھا تحیون و فیھا تموتون ۔ ان سب آیتون پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کہانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہین جاتا ۔ پھر ہم دوسرے نبیون سے بڑہ کر مسیح مین یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کرلین ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تہا کہ آپ آسمان پر چڑہ جائین ۔ اسکی وجہ یہہ تہی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تہے جس مین اس امر کی نفی کیگئی تہی ۔ انہون نے سوچا کہ اگر اب اقرار کرین تو اعتراض کا موقع ملے ۔ لیکن وہ تو اللہ کا کلام تہا اسمین اختلاف نہین ہو سکتا تہا اسلئے انکو یہی جواب ملا ۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنے انکو کہدو کہ ایسا نحوہ اللہ تعالٰی کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے ۔

غرض

یہہ کسقدر موٹی باتین ہین جو اللہ تعالٰے نے بار بار پیش کی ہین مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہہ انکو سمجھتے نہین اور خواہ مخواہ حضرت مسیح مین کچھہ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہین ۔ جو دوسرون مین نہین ہے ۔ قرآن شریف کی یہہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکھو اور صحاح کو پڑہو وہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحیٰی کے ساتھہ دیکھا ویسے ہی حضرت مسیح کو اسوقت امتین کوئی خاص بات نہ تہی جو بطور جسم کے الگ ہو ۔ یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحیٰی کی مجرد روح ہو ۔ جب قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادت موجود ہے پھر یہ نرالا جسم کیسا ؟ اگر نرالا نہین تو بسم اللہ ہم ایمان لاتے ہین کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد دیا جاتا ہے وہ مسیح کو بھی دیا گیا ۔ پھر نزاع لفظی نکلی ۔ یہ ہم کبھی تسلیم نہین کرسکتے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہہ شرک ہے ۔ ہم جسم کے قائل ہین لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہین ۔ انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تہا ۔ اور ایسا جسم مرنے کے بعد ملتا ہے ۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت مین بھی جسم ہونگے لیکن یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ یہ جو لکہا ہے کہ بہشت مین دودہ اور شہد کی نہرین ہونگی تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہان گایون کا ایک گلہ ہوگا اور بہت سارے گوالے ہونگے ۔ جو دودہ دوہ کر ایک نہر مین ڈالتے رہین گے ۔ یا بہت سے چھتے شہد کی مکھیون کی ہونگے اور پھر انکا شہد جمع کرکے نہرون مین گرایا جاوے گا ۔ یہہ مطلب نہین ؟ اللہ تعالٰے نے جو مجھہ پر ظاہر کیا ہے وہ یہہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہونگے تو پھر بات ہی کیا ہوئی کافر بھی کہہ سکتے ہین کہ ہم نے یہان اس دنیا مین کہا لئے تم نے آگے جاکر کہائے ۔ اسکی حقیقت جو اللہ تعالٰے نے مجھہ پر کھولی ہے وہ یہہ ہے کہ قرآن شریف مین فرمایا ہے وبشر الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت ان لھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجالاتے ہین وہ ان باغون کے وارث ہین جنکے نیچے نہرین بہ رہی ہین اس آیت مین اللہ تعالٰے نے ایمان کو باغ کے ساتھہ مشابہت دی جسکے نیچے نہرین بہتی ہین ۔ اس آیت مین بہشت کی حقیقت اللہ تعالٰے نے بتائی ہے گویا جو رشتہ نہرون کو باغ کے ساتھہ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھہ ہوتا ہے اور جسطرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہین رہ سکتا اسیطرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہین رہ سکتا ۔ اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہون تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہون اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہین ۔ پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اسکی حقیقت اور فلسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا مین ہی اسکی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہرین نظر آتی ہین لیکن عالم آخرت مین یہی باغ کہلے طور پر محسوس ہون گے ۔ اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آجائیگا ۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے پس یہان دو باتین بیان کی ہین ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے دوسرا ان درختون کی نہرون سے آبپاشی ہوتی ہے قرآن شریف کو پڑہو اول سے آخر تک اسپر غور کرو تب اسکا مزا آئیگا کہ حقیقت کیا ہے ؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالٰے جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے ؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالٰے جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کردیگا اور اعمال کو انہار سے متمثل کریگا ۔ اور واقعی طور پر دکہا دے گا ۔ یعنی ان کا وجود فی الخارج بھی نظر آئیگا ۔ اسکی مختصر سی مثال یون بھی سمجھہ مین آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب مین عمدہ اور شیرین پہل کہاتا ہے اور ٹھنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقع وہ پہل اور آب سرد ہوتا ہے اسوقت اس کے ذہن مین کوئی دوسرا امر نہین ہوتا ۔ پہلون کو کہا کر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اٹھتا ہے تو نہ ان پہلون کا کوئی وجود ہوتا ہے ۔ اور نہ اس پانی کا ۔ اسیطرح پر جیسے اس حالت مین اللہ تعالٰے ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کر دیتا ہے عالم آخرت مین بھی ایمان اور اعمال صالحہ کو اوس صورت مین متمثل کردیا جائیگا ۔ اسی لئے فرمایا ہے

ھٰذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا ۔ اسکے اگر یہہ معنے کرین کہ وہ جنتی جب ان پہلون اور میوؤن کو کہائین گے تو یہہ کہین گے کہ یہہ وہ پہل اور خربوزے یا تربوز یا انار ہین جو ہم نے دنیا مین کہائے تہے تو یہہ ٹہیک نہین کیونکہ اسطرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہین ہو سکتے اور تمام جنت کی حقارت ہے اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر مین جاوے اور وہان کی ناشپاتیان کہا کر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیاں ہین جو پنجاب مین کہائی تہین تو یہ صریح ان ناشپاتیون کی حقارت ہے پس اگر بہشت کی نعماء کی بھی یہی مثال ہے تو یہہ خوشی نہین بلکہ ان سے بیزاری ہے اسلئے اسکا یہہ مفہوم اور مطلب نہین ہے ۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا مین بڑے عابد اور زاہد تہے ۔ جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے متمثلات سے لطف اٹھائینگے تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائیگی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائیگا جو اس عالم مین انہون نے کئے تہے اسلئے وہ کہین گے ھٰذا الذی رزقنا من قبل

غرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑہیگا اسیقدر وہ اس حقیقت کو سمجھہ لیگا کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ مین فائدہ اٹھائیگا

محبت الٰہی کے لذات مین لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزارون درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذت مین رکھتا ہے ۔ اگر اس محبت کی لذت مین غیر معمولی سیری اور سیرابی نہو تو اللہ تعالٰے کے سبب جسمانی لذات کو ترک کیون کرین ۔ یہانتک کہ بعض اس قسم کے بھی ہو گذرے ہین جنہون نے سلطنت تک کو چھوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چھوڑ دی ۔ اور انبیاء علیہم السلام نے ہزارون لاکھون مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی نہین ۔ تہا جو انہیں کشان کشان لئے جاتا تہا تو وہ پھر کیا بات تہی کہ اسقدر مصائب کو انہون نے خوشی کے ساتھہ اٹھا لیا ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ مین سب سے بڑہے ہوئے ہین اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بھی سب سے افضل و اعلٰے ہے ۔ کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتین اور عزتین پیش کین مال و دولت ۔ سلطنت ۔ عورتین ۔ اور کہا کہ آپ ہمارے بتون کی مذمت نہ کرین او